قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 11 مارچ 2020ء | 15 رجب 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 61

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ جَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ رَجُلٌ یَّسۡعٰی قَالَ یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۲۱﴾

(یٰس:21)

ترجمہ: اور شہر کے دُور کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا اے میری قوم! (ان) بھیجے ہوؤں کی اطاعت کرو۔

فرمانِ رسول ﷺ

بچوں کے ساتھ شفقت کرنے کا اجر

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک غریب عورت میرے پاس آئی جس نے اپنی دو بچیاں اٹھا رکھی تھیں۔ میں نے اس کو تین کھجوریں دیں۔ اس نے دونوں بیٹیوں کو ایک ایک کھجور دے دی اور ایک کھجور اپنے منہ میں ڈالنے لگی لیکن یہ کھجور بھی اس کی بیٹیوں نے اس سے مانگ لی اس پر اس نے اس کے دو حصے کئے اور ایک حصہ ایک کو اور دوسرا دوسری لڑکی کو دے دیا۔ مجھے اس کے مادرانہ پیار پر تعجب ہوا اور میں نے اس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے اس فعل کی وجہ سے اس کے لئے جنت واجب کردی یا یہ فرمایا کہ اس شفقت کی وجہ سے اسے آگ سے بچالیا۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النّار ولو بشق تمرۃٍ)

فرمان خلیفہ وقت

آنحضرتؐ کے صحابہؓ روشنی سے منور تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جس طرح حضرت ابراہیمؑ خانہ کعبہ کے بانی تھے۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کی طرف تمام دنیا کو جھکانے والے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی طرف جھکنے کی بنیاد ڈالی تھی لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنیاد کو پورا کیا۔ آپ نے خدا کے فضل اور کرم پر ایسا توکل کیا کہ ہر ایک طالب حق کو چاہئے کہ خدا پر بھروسہ کرنا آنجناب سے سیکھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس قوم میں پیدا ہوئے تھے جن میں توحید کا نام و نشان نہ تھا اور کوئی کتاب نہ تھی۔ اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و سلم اس قوم میں پیدا ہوئے جو جاہلیت میں غرق تھی اور کوئی ربّانی کتاب ان کو نہیں پہنچی تھی۔ اور ایک یہ مشابہت ہے کہ خدانے ابراہیمؑ کے دل کو خوب دھویا اور صاف کیا تھا یہاں تک کہ وہ خویشوں اور اقارب سے بھی خدا کے لئے بیزار ہو گیا اور دنیا میں بجز خدا کے اس کا کوئی بھی نہ رہا۔ ایسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و سلم پر واقعات گزرے اور باوجودیکہ مکہ میں کوئی ایسا گھر نہ تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو کوئی شعبہ قرابت نہ تھا۔ مگر خالص خدا کی طرف بلانے سے سب کے سب دشمن ہو گئے اور بجز خدا کے ایک بھی ساتھ نہ رہا۔ پھر خدا نے جس طرح ابرہیمؑ کو اکیلا پا کر اس قدر اولاد دی جو آسمان کے ستاروں کی طرح بے شمار ہو گئی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو اکیلا پا کر بے شمار عنایت کی اور وہ صحابہ آپ کی رفاقت میں دیئے جو نجوم السماء کی طرح نہ صرف کثیر تھے بلکہ ان کے دل توحید کی روشنی سے چمک اٹھے تھے۔“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد15 ص476 حاشیہ)

(خطبات مسرور جلد اوّل ص102)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

آخرت پر نظر رکھنے والے ہمیشہ مبارک ہیں

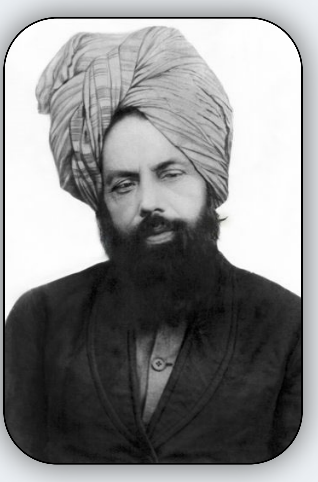

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”میں دیکھتا ہوں کہ باوجود مصائب پر مصائب آنے کے اور ہر طرف خطرہ ہی خطرہ دکھائی دینے کے لوگ ابھی تک سنگدلی اور عجب ونخوت سے کام لے رہے ہیں۔ نادان کب تک اس بےفکری میں زندگی بسر کریں گے۔تا وقتیکہ لوگ ضد نہیں چھوڑتے۔اپنی بری کرتوتوں سے باز نہیں آتے اور خدا تعالیٰ سے مصالحت نہیں کرتے،یہ بلائیں اور مصیبتیں دور نہیں ہونے کی۔ میں نے دیکھا ہے اور خوب غور کیا ہے کہ قحط کے دنوں میں لوگوں نے ذرا بھی قحط کی مصیبت کو محسوس نہیں کیا۔شراب خانے اسی طرح آباد تھے اور بدکاریوں اور بدمعاشیوں کے بازار برابر گرم تھے۔ابتدا میں جب کوئی برائے نام فتویٰ مکہ مدینہ کے نام سے آجایا کرتا تھا۔تو لوگ ڈر جایا کرتے تھے اور مسجدیں آباد ہو جاتیں تھیں،مگر اس وقت شوخی اور بیباکی حد سے بڑھ چلی ہے۔اللہ تعالیٰ ہی فضل کرے۔

عقلمند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اس کی فکر کرتا ہے اور دور اندیش وہ ہے جو مصیبت سے پہلے اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

انسان کو یہی لازم ہے کہ آخرت پر نظر رکھ کر بُرے کاموں سے توبہ کرے،کیونکہ حقیقی خوشی اور سچی راحت اسی میں ہے۔یہ ایک یقینی امر ہے کہ کوئی بدکاری اور گناہ کا کام ایک لحظہ کے لئے بھی سچی خوشی نہیں دے سکتا۔ بدکار،بدمعاش کو تو ہر دم اظہار راز کا خطرہ لگا ہوا ہے۔پھر وہ اپنی بدعملیوں میں راحت کا سامان کہاں دیکھے گا۔آخرت پر نظر رکھنے والے ہمیشہ مبارک ہیں۔

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

دیکھو ان قوموں کا حال جن پر وقتاً فوقتاً عذاب آئے۔ہر ایک کو یہی لازم ہے کہ اگر دل سخت بھی ہو تو اسے ملامت کر کے خشوع خضوع کا سبق دے۔رونا اگر نہیں آتا،تو رونی صورت بنا دے۔پھر خود بخود آنسو بھی نکل آئیں گے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 221)

اس شمارہ میں

- رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے اخلاق
- نعت النبی ﷺ
- رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی کے حسین پہلو
- بد رسوم۔ گلے کا طوق
- قرآن مجید انصاف پسند مستشرقین کی نظر میں
- تاریخ احمدیت افغانستان کا ایک عبرتناک باب

رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے اخلاق

حضرت ابن مسعودؓ کی وفات پر حضرت ابو موسیٰؓ نے ابو مسعودؓ سے کہا آپ کا کیا خیال ہے عبداللہؓ بن مسعود نے اپنے بعد ایسی خوبیوں والا اور کوئی شخص پیچھے چھوڑا ہے۔ ابومسعودؓ کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ یہ شرف و سعادت تو واقعی انہیں حاصل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جب ہم حاضر نہیں ہوسکتے تھے تو یہ آپؐ کی خدمت کی توفیق پاتے اور آپؐ کی صحبتوں سے فیضیاب ہوتے تھے۔ (ابن سعد جلد3 ص 160)

حضرت عبداللہؓ بن مسعود بہت عابد و زاہد انسان تھے اور اس لحاظ سے صحابہ میں ان کا ایک خاص مقام تھا آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے تمیم بن حرام کا کہنا ہے کہ میں کئی صحابہؓ کی مجالس میں بیٹھا ہوں مگر عبداللہؓ بن مسعود کی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت کی اپنی ہی شان تھی اور ان کا یہ انداز اور طریق مجھے بہت ہی بھلا معلوم ہوتا تھا۔
(الاصابہ جز4 ص 130)

نبی کریم ﷺ نے جن چار بزرگ صحابہؓ سے قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے کی ہدایت فرمائی ان میں پہلے نمبر پر عبداللہؓ بن مسعود کا نام تھا۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر کہا کرتے تھے کہ جب سے میں نے نبی کریم ﷺ سے قرآن سکھانے والوں میں پہلے نمبر پر عبداللہؓ بن مسعود کا نام سنا ہے اس وقت سے مجھے ان سے ایک دلی محبت ہے۔
(بخاری کتاب المناقب مناقب عبداللہؓ بن مسعود، مسند احمد جلد نمبر 2 ص163)

حضرت ابن مسعودؓ کے علمی مقام اور مرتبہ کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب معاذ بن جبلؓ کی وفات کا وقت آیا اور ان سے درخواست کی گئی کہ ہمیں کوئی نصیحت کریں تو انہوں نے فرمایا کہ علم اور ایمان کا ایک مقام ہے۔ جو بھی ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے پھر علم اور ایمان سیکھنے کے لئے معاذ بن جبلؓ نے جن چار عالم باعمل بزرگوں کے نام لئے ان میں عبداللہؓ بن مسعود کا نام بھی تھا۔
(مسند احمد جلد نمبر 5 ص 243)

حضرت زیدؓ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم امیر المومنین حضرت عمرؓ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دبلا پتلا پستہ قد شخص مجلس میں آیا ان کی طرف دیکھ کر حضرت عمرؓ کا چہرہ تمتما اٹھا اور فرمانے لگے علم سے بھرا ہوا برتن، علم سے بھرا ہوا برتن۔ آپ نے یہ الفاظ تین دفعہ فرمائے اور جب وہ بزرگ قریب آئے تو ہم نے دیکھاکہ وہ بزرگ حضرت عبداللہؓ بن مسعود تھے۔ (ابن سعد جلد3 ص 156)

حضرت عبداللہؓ بن مسعود سنت نبویؐ پر خوب کاربند تھے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ رسول کریم ﷺ کے دو صحابہ میں سے ایک صحابی روزہ افطار کرنے میں بھی جلدی کرتا ہے یعنی غروب آفتاب کے ساتھ ہی افطار کرتا ہے اور نماز بھی جلدی ادا کر لیتا ہے۔ (یعنی غروب آفتاب کے معاً بعد) جبکہ ایک دوسرے صحابی یہ دونوں کام نسبتاً تاخیر سے کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ جلدی کون کرتا ہے بتایا گیا کہ عبداللہ بن مسعود ایسا کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا بھی یہی دستور تھا۔
(مسند احمد جلد نمبر 6 ص 48)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہؓ سے جب یہ سوال کیا جاتا کہ نبی کریم ﷺ سے عادات و خصائل اور سیرت و شمائل کے لحاظ سے آپؐ کے صحابہ میں سے قریب ترین کون ہے جس کا طریق ہم بھی اختیار کریں تو حضرت حذیفہؓ بیان فرماتے تھے کہ میرے علم کے مطابق چال ڈھال گفتگو اور اخلاق واطوار کے لحاظ سے عبداللہؓ بن مسعود نبی کریم ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نبی کریمؐ فرماتے تھے کہ مجھے اپنی امت کے لئے وہی باتیں پسند ہیں جو عبداللہؓ بن مسعود کو مرغوب ہیں۔
(بخاری کتاب المناقب)

حضرت عبداللہؓ بن مسعود اللہ تعالیٰ سے قرب اور تعلق میں غیر معمولی مقام رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اپنے جن صحابہؓ کے نمونہ کو مشعل راہ بنانے کے لئے بطور خاص ہدایت فرماتے تھے ان میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے علاوہ عبداللہؓ بن مسعود کا نام بھی شامل ہے۔ آپ فرماتے عبداللہ بن مسعود کا طریق مضبوطی سے پکڑ لو۔
(ترمذی ابواب المناقب، منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند جلد5 ص 235)

نعت النبی ﷺ

اللہ بھی ملائک بھی کہتے ہیں درود اُن پر
مومن بھی محبت سے کہتے ہیں درود اُن پر

کہتے ہیں درود اُن پر کہتے ہیں سلام اُن پر
صلی اللہ علیہ وسلم --- صلی اللہ علیہ وسلم

اس رحمتِ عالم پر قرآنِ مجسم پر
اس عبدِ مکرم پر اس شاہِ دو عالم پر

اللہ بھی ملائک بھی کہتے ہیں درود اُن پر
مومن بھی محبت سے کہتے ہیں درود اُن پر

کہتے ہیں درود اُن پر کہتے ہیں سلام ان پر
صلی اللہ علیہ وسلم --- صلی اللہ علیہ وسلم

قوسین کی رفعت پر معراج کی عظمت پر
اس مہرِ نبوت پر اس سایۂ رحمت پر

اللہ بھی ملائک بھی کہتے ہیں درود اُن پر
مومن بھی محبت سے کہتے ہیں درود اُن پر

کہتے ہیں درود اُن پر کہتے ہیں سلام اُن پر
صلی اللہ علیہ وسلم --- صلی اللہ علیہ وسلم

بارانِ مسلسل پر اس رحم کے بادل پر
اُس فاضل و افضل پر اُس کامل و اکمل پر

اللہ بھی ملائک بھی کہتے ہیں درود اُن پر
مومن بھی محبت سے کہتے ہیں درود اُن پر

کہتے ہیں درود اُن پر کہتے ہیں سلام اُن پر
صلی اللہ علیہ وسلم --- صلی اللہ علیہ وسلم

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

ندیم احمد فرخ

آنحضرتؐ خانگی امور خود بجالاتے، بیویوں سے عدل کرتے، دلجوئی کرتے اور کمال محبت وشفقت سے پیش آتے

رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی کے حسین پہلو

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ایسا پاک وجود ہیں جن کے لئے زمین و آسمان پیدا کئے گئے اور آپؐ ایسا وجود ہیں جو خداوندکریم کا کلمہ ہے اور جس کی اہمیت خدائی پر دلیل اور جس کی ذات و صفات تفسیر قرآن ہیں۔ آپؐ کے اخلاق کے متعلق خداتعالیٰ فرماتا ہے۔

''یقیناً آپؐ عظیم الشان اخلاق پر فائز ہیں''۔ (القلم:6)

نیز فرمایا۔

یقیناً اللہ کے رسول میں تمہارے لئے نیک نمونہ ہے۔ (الاحزاب:22)

حضرت عائشہؓ سے جب یزید بن بابنوس نے اخلاق رسول کے بارہ میں پوچھا آپ نے فرمایا۔

''آپؐ کے اخلاق عین قرآن تھے''۔

یعنی آپؐ کی ذات قرآن کریم کے احکام کی تفسیر کا درجہ رکھتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی قرآن کے احکامات کی تفسیر اور جنت نظیر معاشرہ کی بنیاد تھی۔

خداتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

''اپنی بیویوں سے حسن سلوک سے پیش آو'' (النساء:20)

خداتعالیٰ نے اس آیت میں اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے اور نبی کریمؐ نے اپنی زندگی کے اقوال و افعال سے اس تعلیم پر عمل کرکے ہمیں اس کی تفسیر سمجھا دی۔ چنانچہ نبی کریمؐ اس اہمیت کے حامل حصہ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک میں بہتر ہے اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں''۔

(ترمذی کتاب المناقب)

آنحضرتؐ نے اپنی تمام ازواج سے حسن سلوک کرکے ثابت کر دیا کہ آپؐ ہی انسان کامل اور اپنے متعلق دعویٰ کو سچ ثابت کر دیا اور یہ نہیں کہ صرف ایک بیوی کے حقوق پورے فرمائے بلکہ حضور نے بیک وقت اپنی بیویوں کے حقوق اعتدال سے پورے فرمائے۔ جو آنے والی نسلوں کے لئے بھی مشعل راہ ہیں ذیل میں نبی کریمؐ کی زندگی مبارکہ سے چند واقعات درج ہیں جن سے رسول کریمؐ کی عائلی زندگی میں طرز عمل کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔

خانگی امور کی بجاآوری

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپؐ گھر پر ہوتے تھے گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے تھے یہاں تک کہ آپؐ کو نماز کا بلاوا آتا اور آپؐ مسجد میں تشریف لے جاتے۔(بخاری کتاب الادب باب کیف یکون الرجل فی اھلہ)

پھر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

''نبی کریمؐ اپنے کپڑے خود سی لیتے تھے۔ جوتے ٹانک لیا کرتے تھے اور گھر کا ڈول وغیرہ خود مرمت کرلیتے تھے''۔

(مسند احمد بن حنبل)

اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا نبی کریمؐ اپنے اہل خانہ کی تکلیف کا احساس رکھتے تھے۔

''رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے یا جگائے بغیر کھانا یا دودھ خود تناول فرماتے تھے''۔

(مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف)

کسی نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا رسول اللہؐ گھر میں کیا کیا کرتے تھے تو آپؓ نے فرمایا:

''آپؐ تمام انسانوں کی طرح انسان تھے کپڑے کو خود پیوند لگاتے، بکری کا دودھ خود دوہتے اور ذاتی کام خود کرتے''۔

(مسند احمد بن حنبل)

نرم خُو، نرم زبان

حضرت عائشہؓ نبی کریم ﷺ کی اس خوبی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خُو تھے اور سب سے زیادہ کریم عام آدمیوں کی طرح بلاتکلف گھر میں رہنے والے آپؐ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی ہمیشہ مسکراتے رہتے اور آپؐ نے اپنی ساری زندگی میں کسی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ (شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حدیث میں آتا ہے کہ

''ایک حبشی عورت نے نذر مانی کہ اگر رسول اللہؐ غزوہ سے بخیریت واپس تشریف لائے تو میں آپؐ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔ اس نے رسول اللہؐ سے اجازت طلب کی۔ رسول اللہؐ کے دوش مبارک پر حضرت عائشہ اپنی تھوڑی رکھ کر دیکھنے لگیں۔ رسول اللہؐ بار بار حضرت عائشہ سے پوچھتے اَمَاشَبِعتِ یعنی کیا تم سیر نہیں ہوئیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا نہیں اور میں اسی طرح نفی میں جواب دیتی تاکہ دیکھ سکوں رسول اللہؐ میری کتنی دلداری کرتے ہیں''۔

(ترمذی ابواب المناقب مناقب عمرؓ)

بیویوں میں عدل

آنحضرتؐ ہمیشہ اپنی بیویوں کے درمیان عدل و انصاف رکھتے اور کسی کی طرف زیادہ جھکاؤ نہ دکھاتے تاکہ دوسرے کی دل شکنی نہ ہو۔

''ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے کھیر یا حلوہ بنایا جو حضرت سودہؓ کو پسند نہ آیا حضرت عائشہؓ نے کھانے کے لئے اصرار کیا لیکن وہ نہ مانیں۔ حضرت عائشہ کو کیا سوجھی وہ مالیدہ حضرت سودہؓ کے منہ پر لیپ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ محظوظ ہوئے مگر یہ عادلانہ فیصلہ فرمایا کہ حضرت سودہؓ کو بدلہ لینے کا پورا حق ہے کہ وہ بھی ایسے ہی کرے پھر حضرت سودہؓ نے مالیدہ حضرت عائشہؓ کے منہ پر مل دیا اور رسول اللہؐ دیکھ کر مسکراتے رہے۔''

(مجمع الزوائد جلد 4 ص 316 بیروت)

نبی کریمؐ کو عدل و انصاف کا اتنا خیال تھا کہ جب جنگ میں جاتے تو بیویوں میں سے کسی کو ساتھ لے جانے کے لئے قرعہ اندازی فرمالیتے اور جس کا قرعہ نکلتا اس کو ہمراہ لے جاتے۔ (بخاری کتاب الجہاد)

بیویوں کی دلجوئی کا انداز

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ

وہ ایک سفر میں رسولؐ اللہ کے ساتھ تھیں۔ آپؐ نے حضرت عائشہ سے دوڑ کامقابلہ فرمایا۔ اس مقابلہ میں حضرت عائشہؓ آگے نکل گئیں لیکن ایک اور موقعہ پر جبکہ وہ کچھ فربہ ہوگئی تھیں۔ پھر دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اس میں رسولؐ اللہ آگے بڑھ گئے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے عائشہؓ! اس مقابلہ کا بدلہ اتر گیا۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد فی السبق علی الرجل)

بیویوں میں سے جب کوئی بیمار پڑ جاتی تو آپؐ بذات خود اس کی تیمارداری فرماتے اور تیمارداری کا سلوک کس قدر نمایاں اور ناقابل فراموش ہوتا تھا اس کا اندازہ حضرت عائشہ کی اس روایت سے ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ

''واقعہ افک میں الزام لگنے کے زمانہ میں، اتفاق سے میں بیمار پڑ گئی۔ تو اس وقت تک مجھے اپنے خلاف لگنے والے الزامات کی کوئی خبر نہ تھی۔ البتہ ایک بات مجھے ضرور کھٹکتی تھی کہ ان دنوں میں میں آنحضرتؐ کی طرف سے محبت اور شفقت بھرا تیمارداری کا وہ کریمانہ سلوک محسوس نہیں کرتی تھی۔ جو اس سے پہلے کبھی بیماری میں آپؐ فرمایا کرتے تھے۔ واقعہ افک کے زمانہ میں تو بس اتنا تھا کہ آپؐ میرے پاس آتے سلام کرتے اور یہ کہہ کر کہ کیسی ہو؟ واپس تشریف لے جاتے۔ اس سے مجھے سخت تکلیف ہوتی تھی کہ پہلے تو بیماری میں بڑے ناز اٹھاتے تھے اب ان کو کیا ہو گیا ہے۔''

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بنی المصطلق)

تحمل و ایثار

جہاں زیادہ بیویاں ہوں تو وہاں پر جذبہ غیرت کا پیدا ہونا طبعی عمل ہے مگر اکثر آپ خود تکلیف اٹھا کر اس کا حل تلاش کرلیتے تھے۔

''ایک دفعہ آپؐ کی باری حضرت عائشہ کے ہاں تھی۔ کسی اور بیوی نے کھانا تحفۃً بھجوایا۔ حضرت عائشہؓ نے رسول خدا کی محبت کی وجہ سے کہ آپ کی خدمت کا شرف کوئی کیوں پائے جبکہ باری میری ہے۔ حضرت عائشہؓ نے اس پیالے کو زمین پر دے مارا وہ پیالہ گرا اور ٹوٹ گیا۔ کھانا لانے والا خادم حیران تھا اور پاس کھڑا تھا اور آپؐ یہ تماشا کمال تحمل سے دیکھ رہے تھے۔ مگر حضرت عائشہؓ پر کوئی سختی نہ فرماتے تھے اور چپکے سے اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنے ہاتھوں سے زمین پر گرا کھانا اٹھانے لگے۔ حضرت عائشہؓ کو سخت ندامت ہوئی۔ چنانچہ جب رسولؐ اللہ نے ان سے فرمایا کہ اے عائشہ! اب جو پیالہ توڑا ہے اسے بدلہ میں اپنا کوئی پیالہ دے دو اور حضرت عائشہ نے فوراً اسے اپنا پیالہ دے دیا''۔

(سنن نسائی کتاب عشرۃ النساء باب الغیرۃ)

حضرت میمونہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول کریمؐ کی میرے ہاں باری تھی۔ آپؐ باہر تشریف لے گئے میں نے دروازہ بند کردیا۔ آپؐ نے واپس آکر دروازہ کھٹکھٹایا میں نے

دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ آپؐ نے فرمایاتمہیں قسم ہے تم ضرور دروازہ کھولو گی میں نے کہا میری باری میں آپؐ کسی اور کے پاس کیوں گئے تو آپؐ نے فرمایا نہیں! مجھے شدید پیشاب کی حاجت تھی اس لئے باہر گیا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ ابن سعد جلد 1 ص 365 مطبوعہ بیروت)

کمال عفو

ایک دن حضرت عائشہؓ گھر میں آنحضرت ﷺ سے کچھ تیز تیز بول رہی تھیں کہ اوپر سے ان کے ابا حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے۔ یہ حالت دیکھ کر ان سے رہا نہ گیا اور اپنی بیٹی کو مارنے کے لئے آگے بڑھے کہ خدا کے رسول کے آگے اس طرح بولتی ہے۔ آپؐ یہ دیکھتے ہی باپ اور بیٹی کے درمیان حائل ہو گئے اور حضرت ابو بکر کی متوقع سزا سے حضرت عائشہؓ کو بچالیا۔ کچھ دنوں بعد ابو بکرؓ آئے۔ رسولؐ اللہ اور حضرت عائشہؓ ہنستے ہوئے باتیں کررہے تھے تو ابو بکرؓ نے عرض کیا لڑائی میں تو شریک کیا اب خوشی میں بھی شریک کرو۔

(ابوداؤدکتاب الادب باب ماجاء فی المزاح)

محبت و الفت کی ادائیں

اس سے قبل عورت کی ذلت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ اس کو اپنے ایام مخصوصہ میں تمام گھر والوں سے جدا رہنا پڑتا تھا خاندان کے ساتھ میل جول بھی نہ رہتے تھے۔

قرآن نے صرف ان ایام میں ازدواجی تعلقات سے منع فرمایا عام معاشرت سے ہرگز منع نہیں کیا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو اور ان سے ازدواجی تعلقات قائم نہ کرو جب وہ پاک ہو جائیں ان کے پاس اللہ کے حکم کے مطابق جاؤ۔ (البقرۃ:223)

اس کی تفسیر حضرت نبی کریمؐ کے اسوہ سے یوں ملتی ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

ایام مخصوصہ کے دوران بھی بسااوقات ایسا ہوتا کہ میرے ساتھ کھانا تناول کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ گوشت کی ہڈی یا بوٹی میرے ہاتھ سے لے لیتے اور بڑی محبت سے اس جگہ منہ رکھ کر کھا لیتے جہاں سے میں نے اسے کھایا ہوتا تھا۔ میں کئی دفعہ پانی پی کر رسولؐ اللہ کو پکڑا دیتی تھی۔ رسولؐ اللہ وہ جگہ ڈھونڈھ کر جہاں سے میں نے پانی پیا ہوتا وہیں منہ رکھ کر پانی پی لیتے۔

(ابوداؤدکتاب الطھارت باب فی مواکلۃ الحائض)

اہل خانہ کی دینی تربیت

رسول کریمؐ کے گھر میں عبادت کی طرف خاص توجہ تھی۔ چنانچہ آپؐ فرماتے تھے۔

بہت ہی خوش قسمت وہ میاں بیوی ہیں جو ایک دوسرے کو نماز اور عبادت کے لئے بیدار کرتے ہوں اور اگر ایک نہ جاگے تو دوسرا اس پر پانی کے چھینٹے پھینک کر اسے جگائے۔

(ابن ماجہ اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی من ایقظ اھلہ من اللیل)

اہل خانہ کے ساتھ بھی آپ کا یہی سلوک تھا جیسا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

رسولؐ اللہ رات کو نما زتہجد کے لئے اٹھتے اور عبادت کرتے تھے جب طلوع فجر میں تھوڑا سا وقت باقی رہ جاتا تو مجھے بھی جگاتے اور فرماتے تم بھی دو رکعت ادا کرلو۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ خلف القائم)

تمام شفقتوں کے باوجود جب بات عدل سے ہٹتی تو سرزنش بھی کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کے چھوٹے قد کی طرف اشارہ اپنی چھنگلی دکھا کر طعنہ دیا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا یہ ایسا سخت کلمہ ہے اگر سمندر میں ملایا جائے تو پانی کڑوا ہو جائے۔ (ابوداؤد کتاب الادب)

آخری بیماری میں جب رسولؐ اللہ نے حضرت ابو بکرؓ کو امامت نماز کا اشارہ فرمایا تو عائشہؓ نے اس سے یہ سمجھا کہ رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد ابو بکر مصلے پر نہ آئیں اس بدشگونی کی وجہ سے یہ مشورہ رسول خدا کو دیا کہ عمرؓ کو نماز پڑھانے کے بارے میں کہیں حضرت عائشہ و حفصہ نے اصرار کیا تو رسولؐ اللہ نے سختی سے یہ فیصلہ نافذ کروایا اور فرمایا:

تم یوسف کو راہ راست سے بہکانے والی عورتوں کی طرح مجھے کیوں راہ حق سے ہٹانا چاہتی ہو۔

(بخاری کتاب الاذان باب اہل العلم و الفضل احق بالامۃ)

یہ آنحضرتؐ کا اپنے اہل خانہ سے حسن سلوک ہی تھا جس کی آپ کی ازواج نے گواہی دی۔

حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ کے ساتھ 15 برس گزارے اور پہلی وحی کے موقع پر رسولؐ اللہ کے حسن معاشرت کی گواہی دی کہ

خداتعالیٰ کبھی آپ کو ضائع نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں رشتہ داروں سے حسن سلوک فرماتے ہیں۔ بوجھ اٹھاتے ہیں اور جو نیکیاں معدوم ہوچکی ہیں انہیں زندہ کرتے ہیں اور مہمانوں کی خدمت اور ضروریات حقہ میں مدد کرتے ہیں۔ (بخاری بدء الوحی)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

نبی کریمؐ سے زیادہ نرم خو کوئی نہیں تھا اور آپ سب سے زیادہ کریم۔ عام آدمیوں کی طرح بلاتکلف گھر میں رہتے آپ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ آپؐ نے کبھی کسی بیوی کو پوری زندگی میں نہ مارا اور نہ کبھی کسی خادم پر ہاتھ اٹھایا۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسولؐ اللہ)

حضرت صفیہؓ کا بیان ہے کہ

جنگ خیبر میں رسولؐ اللہ کے ہاتھوں میرے باپ اور شوہر مارے گئے تھے اس لئے میرے دل میں انتہائی نفرت تھی لیکن آپ کے حسن سلوک کی وجہ سے سب کدورت دور ہوگئی۔ (مجمع الزوائد جلد 9 ص 15)

ہمارے آقا و مولیٰ کے حسن و احسان کے ان جلووں نے بلاشبہ آپؐ کی زندگی کو جنت نظیر بنا دیا تبھی تو آپ کی بیویاں دوسرے جہاں میں بھی آپ سے ملنے کے لئے اتنی بےقرار تھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اپنی اہلی زندگی کو اسوۂ رسول کے رنگ میں رنگین بنا کر جنت نظیر معاشرہ استوار کریں جس کے قیام کے لئے آنحضرتؐ دنیا میں تشریف لائے۔

الفضل کا مقام قارئین کی نظر میں

● ایک دوست نے ایڈیٹر کے نام لکھا کہ میں نے اپنے تینوں بچوں کومکلف کر رکھا ہے کہ روزانہ صبح الفضل کی ویب سائٹ پر جا کر روزنامہ الفضل لندن آن لائن کھول کر قرآنی آیت،حدیث،ارشاد حضرت مسیح موعودؑ اور اقتباس حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ضرور پڑھیں۔یہی الفضل کا خلاصہ ہے۔ باقی اخبار پڑھ لیں تو اچھی بات ہے تاہم اسے ضرور پڑھیں۔

● ایک دوست نے بتایا کہ میں صبح 9:05 سے 9:35 تک اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن پڑھ لیتاہوں۔میں نےاپنے دفتر کے تمام دوستوں کو روزانہ الفضل ویب سائٹ پر جاکر پڑھنے کی تاکید کر رکھی ہے۔یہی الفضل کی خوبی ہے۔ قارئین یاد رکھیں روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی ویب سائٹ یہ ہے۔

www.alfazlonline.org

(ایڈیٹر)

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر مضمون نگار اور شعراء عمل کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13دسمبر2019ء کو روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کے اجراء پر اپنے خطبہ جمعہ میں مضمون نگاروں اور شعراء کو مخاطب ہو کر فرمایا **”مضمون نگار اور شعراء حضرات بھی اس کے لئے اپنی قلمی معاونت کریں تا کہ اچھے اور تحقیقی مضامین بھی اس میں شائع ہوں“**

(روزنامہ الفضل لندن آن لائن2جنوری2020ء)

دنیا بھر کے مضمون نگار اور شعراء سے حضورانورایّدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں مضامین اور منظوم کلام بھجوانے کی درخواست ہے۔ (ایڈیٹر)

شمالی مقدونیہ میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ شمالی مقدونیہ کو مورخہ 23 فروری 2020ء کو بعد نماز ظہر و عصر Pehcevo نماز سینٹر میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعدخاکسار نے تقریر کی جس میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کی تفصیل، حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی کے حالات ، آپؓ کے علمی کارناموں اور خدمت اسلا م کا ذکر کیا ۔

اس پروگرام کا دورانیہ ڈیڑھ گھنٹہ تھا۔ دُعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ آخر پر مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا ۔ اس پروگرام میں 63 احباب و خواتین نے شرکت کی۔20 احباب دوسرے شہروں سے تشریف لائے تھے ۔

(رپورٹ:وسیم احمد سروعہ)

****

وحید احمد رفیق

بد رسوم۔ گلے کا طوق

شادی بیاہ کی تقاریب میں بے پردگی کا رجحان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ

جو قباحتیں راہ پکڑ رہی ہیں ان میں سے ایک بے پردگی کا عام رجحان بھی ہے جو یقیناً احکام شریعت کی حدود پھلانگنے کے قریب ہوچکا ہے اور شادی والوں کی اس معاملہ میں بے حسی کو بھی ظاہر کرتا ہے ۔کیونکہ معزز مہمانوں میں بہت سی حیادار پردہ دار بیبیاں ہوتی ہیں۔ بے دھڑک اَنٹ سَنٹ فوٹو گرافروں یا غیر ذمہ دار اور غیر محرم مردوں کو بلا کر تصویریں کھنچوانا اور یہ پرواہ نہ کرنا کہ یہ معاملہ صرف خاندان کے قریبی حلقے تک ہی محدود ہے۔ اس بارہ میں واضح طور پر بار بار نصیحت ہونی چاہیئے کہ آپ نے اگر اندرون خانہ کوئی ویڈیو وغیرہ بنانی ہے تو پہلے مہمانوں کو متنبہ کر دیا جائے اور صرف محدود خاندانی دائرے میں ہی شوق پورے کئے جائیں ۔
(الفضل 26 جون 2002 ء)

دودھ پلائی

ہمارے معاشرے میں ایک رسم دودھ پلائی کی بھی جاری ہے۔اس موقع پر دلہا کو دلہن کی بہنیں یا قریبی رشتہ دار لڑکیاں دودھ پیش کرتی ہیں یا بعض اوقات دیگر مشروب بھی پیش کئے جاتے ہیں اور پھر دودھ پلائی کے طور پر بھاری رقوم کا مطالبہ کیاجاتا ہے۔اس کے علاوہ اس موقع پر دلہا کے ساتھ اس کے دیگر عزیز یادوست لڑکے بھی دلہن کی طرف ساتھ جاتے ہیں۔اس طرح سے خواتین کی طرف غیر مردوں کے ساتھ جانے سے بےپردگی ہوتی ہے ۔ ایسے کاموں سے پرہیز لازم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس رسم سے متعلق فرمایاہے۔

بعض دوسری بدرسوم جیسے دودھ پلانااور جوتی چھپانا وغیرہ جوہیں یہ سب ختم کروائیں اور ہرفرد جماعت کو اس بارہ میں متنبہ کردیں کہ آئندہ اگر مجھے کسی کی بھی ان رسموں کے بارے میں کوئی شکایت آئی تو اس کے خلاف تعزیری کارروائی ہوگی۔(مکتوب بنام صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان 22 جنوری 2010ء)

شادی اور موت کے عالم میں فرق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرماتے ہیں:۔

ہمارا کردار عظیم ہے۔ سادگی اور متوازن خرچ کے دائرے میں رہتے ہوئے خوشیاں منانی چاہئیں یہ تو نہیں کہ موت کا بھی وہی عالم ہو اور خوشی کا بھی وہی عالم ہو۔شادی ہورہی ہو۔موت ہورہی ہو ۔ کسی کو پتہ ہی نہیں کہ کس وجہ سے سائبان لگے ہوئے ہیں۔خوشی بولتی ہے۔ خوشی میں ایک ترنم پیدا ہوتاہے۔اس کی آوازلوگ سنتے ہیں اوردیکھتے ہیں۔ اس میں رنگ ہوتا ہے، خوشبو ہوتی ہے، یہی چیزیں غم میں اور کیفیت اختیار کرتی ہیں تو نوحے بن جایا کرتے ہیں۔تو یہ فرق تو رکھنا ہوگا سوسائٹی میں ۔
(روزنامہ الفضل 19 جولائی 2002 ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ

شادی کے موقع پر کوئی گیت گالیں تو گناہ نہیں بشرطیکہ اس میں فحش اور لغو بکواسیں نہ ہوں اوربے حیائی سے نہ گایا جائے ۔(الفضل 20 جولائی 1915ء)

مزید فرمایا کہ

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بیاہ شادی کے موقع پر شریعت کی رُو سے گانا جائز ہے ۔مگر وہ گانا ایسا ہی ہوناچاہیئے جو یا تو مذہبی ہو اور یا پھر بالکل بے ضرر ہو مثلاً شادی کے موقع پر عام گانے جو مذاق کے رنگ میں گائے جاتے ہیں اور بالکل بے ضرر ہوتے ہیں ان میں کوئی حرج نہیں ہوتا کیونکہ وہ محض دل کو خوش کرنے کے لئے گائے جاتے ہیں ان کا اخلاق پر کوئی برا اثر نہیں ہوتا۔ (الفضل 20 جنوری 1945ء)

مجلس مشاورت 2009 ء کی متفرق سفارشات

- شادی بیاہ کے موقع پر وقت کی پابندی نہ کرنا عام ہوگیاہے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا ۔ ہمیں اس سے اجتناب کرناچاہیئے۔ہم اُس کے ماننے والے ہیں جس کو کہاگیاتھاکہ تیرا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔
- دلہن کابیوٹی پارلر پرتیارہونا اور اس پر بہت بڑی رقم خرچ کرنا درست نہیں۔اس رواج کو بھی کم کیاجائے۔ نیز بیوٹی پارلر پرجانے کی وجہ سے دلہن کاوقت پرنہ پہنچنا بھی درست نہیں ۔دلہن کو ہرصورت وقت پر تیار ہونا چاہیئے۔
- شادی کارڈزپراسراف نہ کیاجائے۔ افشاں والے اورمہنگے کارڈ سے اجتناب کیاجائے۔
- دلہن کے کپڑوں پر بہت زیادہ خرچ کرنا بھی مناسب نہیں۔کیونکہ ایسے جوڑے عموماً دوبارہ پہنے بھی نہیں جاتے۔ ایسے کپڑے اگر لجنہ اکٹھے کرے اور انہیں ایسی بچیوں کو تقسیم کردیاجائے جواستطاعت نہیں رکھتیں تو مناسب ہے۔
- مہندی پر لڑکے اور لڑکی کی طرف سے تمام مردوں کا پیلے کپڑے بنوانا بھی رسم ہے۔اس سے بھی اجتناب کرنا چاہیئے۔

☆ بڑے شہروں میں رات کو بارات کارواج ہے۔ رات گئے تک تقریبات چلتی ہیں۔اتنی تاخیر ہوجاتی ہے کہ پھر فجر کی نمازضائع ہونے کاخدشہ ہوتاہے۔بہت زیادہ تاخیر مناسب نہیں۔

- بِد، مایوں بٹھانا، لڑکے کو گانہ باندھنا، بارات پر پیسے پھینکنا، سربالا بنانا، جہیز یا بَری کی نمائش، ہیجڑوں کا نچانا، نوٹوں کے ہار ڈالناوغیرہ سب رسومات ہیں۔
- ہوائی فائرنگ بھی اسراف اور دکھاوے کے ساتھ ساتھ انتہائی خطرناک بھی ہے۔ اس پر خاص توجہ اور نصیحت کی ضرورت ہے۔
- لائٹنگ پر بے جاخرچ کرنادرست نہیں۔ آج کل تو توانائی کے بحران کی وجہ سے حکومتی سطح پر بھی لائٹنگ نہ کرنے کی تحریک ہورہی ہے۔
- شادی کے موقع پر زیورات وغیرہ پر طاقت سے زیادہ روپیہ خرچ کرنا

ہر اُس چیز سے بچناہوگاجودین میں بُرائی اور بدعت پیداکرنے والی ہے

بعض لوگ بعض شادی والے گھر جہاں شادیاں ہورہی ہوں دوسروں کی باتوں میں آکر یا ضد کی وجہ سے یادکھاوے کی وجہ سے کہ فلاں نے بھی اس طرح گانے گائے تھے،فلاں نے بھی یہی کیاتھا، توہم بھی کریں گے اپنی نیکیوں کو برباد کر رہے ہوتے ہیں ۔اس سے بھی ہر احمدی کو بچنا چاہیئے۔فلاں نے اگر کیا تھا تو اس نے اپنا حساب دینا ہے اور تم نے اپنا حساب دینا ہے۔اگر دوسرے نے یہ حرکت کی تھی اورپتہ نہیں لگااورنظام کی پکڑ سے بھی بچ گیا تو ضروری نہیں کہ تم بھی بچ جاؤ۔تو سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ سب کام کرنے ہیں یا نیکیاں کرنی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنی ہیں۔وہ تو دیکھ رہاہے۔اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے ہر اس چیز سے بچنا ہوگا جو دین میں برائی اور بدعت پیدا کرنے والی ہے۔ (ماہنامہ مصباح جولائی ،اگست 2009 ء صفحہ66)

سہرا بندی

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں:

سہرے کا طریق بدعت ہے ۔ انسان کو گھوڑا بنانے والی بات ہے۔
(ارشادحضرت مصلح موعودؓ از الفضل 4جنوری1946ء)

تنبول(سلامی نیوندرا)

میں نے عرض کیا کہ تنبول کی نسبت حضور کا کیا ارشاد ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا : اپنے بھائی کی ایک طرح کی امداد ہے ۔

عرض کیا گیا جو تنبول ڈالتے ہیں وہ تو اس نیت سے ڈالتے ہیں کہ ہمیں پانچ کے چھ روپے ملیں۔ اور پھر اس روپیہ کو کنجروں پرخرچ کرتے ہیں ۔

فرمایا۔ ہمارا جواب تو اصل رسم کی نسبت ہے کہ نفسِ رسم پر کوئی اعتراض نہیں ۔باقی رہی نیت ۔ سو آپ ہر ایک کی نیت سے کیوں کر آگاہ ہوسکتے ہیں۔ یہ تو کمینہ لوگوں کی باتیں ہیں کہ زیادہ لینے کے ارادے سے دیں۔یا چھوٹی چھوٹی باتوں کاحساب کریں۔ ایسے شریف آدمی بھی ہیں جو محض بہ تعمیل حکم تعاون وتعلقات محبت تنبول ڈالتے ہیں‌اور بعض تو واپس لینابھی نہیں چاہتے ۔بلکہ کسی غریب کی امدا د کرتے ہیں ۔ غرض سب کا جواب ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ (البدر 17 جنوری 1907 ء صفحہ4)

بد رسوم اختیار کرنے کابُرا نتیجہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

اب جولوگ خدااور رسول کے احکام کی اطاعت سے نکل کر طرح طرح کی رسوم میں پھنس گئے ہیں وہ کس قدر بُرا نتیجہ دیکھ رہے ہیں۔ بیاہ شادیوں میں اس قدر فضول خرچی کرتے ہیں کہ نہ صرف خود بلکہ جن کی شادی کی جاتی ہے وہ تمام عمر کے لئے قرض کے نیچے دب جاتے ہیں اور اکثر لڑکے لڑکی میں نااتفاقی ہوتی ہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ اس معاملہ میں خاص طور پرا حکام شرعی کی پابندی کرے کہ ان کی شادیاں اعلیٰ اور اچھے نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوں اور وہ قباحتیں جن سے دوسرے لوگوں کو تکالیف اُٹھانی پڑتی ہیں ان سے بچیں۔ (خطبہ نکاح11نومبر1920ء)

ایسی رسمیں جولغو میں داخل ہوتی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سورۃ الاعراف کی آیت158کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایاکہ

کوشش یہ کریں کہ اسراف سے کام نہ لیا کریں۔ جائز چیزوں میں بھی حد کے اندررہیں تو بہت سی رسمیں ہیں۔ بہت سے ایسے افعال ہیں جو اسراف کے نتیجہ میں منع کرنے پڑتے ہیں۔ کچھ ایسے افعال ہیں جن کے متعلق فرمایاکہ وہ اَغلال ہیں۔ گردنوں کے طوق ہیں۔ وہ ایسی رسمیں ہیں جو خصوصیت کے ساتھ لغو میں داخل ہوتی ہیں۔ کسی حالت میں بھی پسندیدہ نہیں ہیں۔ عام زندگی کی حالت میں بھی ان سے بچنا چاہیئے۔ مثلاً شادی کے وقت ڈھول ڈھمکے، کنچنیوں کو نچانا، ڈھوم مراثیوں کو بلوانا، آتش بازیاں چھوڑنا،ایسی نمائش کرنا کہ جس کے نتیجہ میں قوم پر بہت بوجھ پڑتے ہیں۔ ان چیزوں کی نہ کوئی سند ہے نہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں مروّج تھیں اور نہ ہی حضرت مسیح موعودؑنے ان کی اجازت فرمائی بلکہ کھلم کھلا منع فرمایا۔ لہٰذا ان چیزوں سے بھی پرہیز لازمی ہے ورنہ یہ گردنوں کا طوق بن جائیں گی۔ مراد یہ ہے کہ یہ رسمیں رفتہ رفتہ قوم پر قابض ہوجاتی ہیں اوران کی آزادیاں مسخ کردیتی ہیں۔ وہ رسموں کی غلام ہوجاتی ہیں اور ان سے باہر نہیں آسکتیں۔ (خطبہ جمعہ 16دسمبر1983ء)

شادی بیاہ کاعمل دین کاایک حصہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺنے یہ نہیں فرمایا کہ ہر ایک، ہر قبیلہ ضرور دَف بجایا کرے اور یہ ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اپنے رواج کے مطابق ایسے رواج جو دین میں خرابیاں پیدا کرنے والے نہ ہوں ان کے مطابق خوشی کا اظہار کر لیا کرو یہ ہلکی پھلکی تفریح بھی ہے اور اس کے کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ۔ لیکن ایسی حرکتیں جن سے شرک پھیلنے کا خطرہ ہو ، دین میں بگاڑ پیدا ہونے کا خطرہ ہو اس کی بہرحال اجازت نہیں دی جاسکتی۔ شادی بیاہ کی رسم جو ہے یہ بھی ایک دین ہی ہے جبھی تو آنحضرت ﷺنے فرمایا تھا کہ جب تم شادی کرنے کی سوچو تو ہر چیز پر فوقیت اس لڑکی کو دو ، اس رشتے کو دو جس میں دین زیادہ ہو۔ اس لئے یہ کہنا کہ شادی بیاہ صرف خوشی کا اظہار ہے ، خوشی ہے اور اپنا ذاتی ہمارا فعل ہے یہ غلط ہے۔ اگر شادی بیاہ صرف شوروغل اور رونق اور گانا بجانا ہوتا تو آنحضرتﷺنے نکاح کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ شروع ہوکر اور پھر تقویٰ اختیار کرنے کی طرف اتنی توجہ دلائی ہے کہ توجہ نہ دلاتے بلکہ شادی کی ہر نصیحت اور ہر ہدایت کی بنیاد ہی تقویٰ پر ہے ۔ پس اسلام نے اعتدال کے اندر رہتے ہوئے جن جائز باتوں کی اجازت دی ہے ان کے اندر ہی رہنا چاہئے اور اس اجازت سے ناجائز فائدہ نہیں اُٹھانا چاہئے۔ حدسے تجاوز نہیں کرناچاہئے کہ دین میں بگاڑ پیدا ہوجائے۔
(الفضل 26فروری 2006ء)

مرزا خلیل احمد قمر

قرآن مجید انصاف پسند مستشرقین کی نظر میں

قرآن کا لفظ قرات سے نکلا ہے ۔جس کے معنی ہیں پڑھنا تلاوت کرنا ۔قرآن مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں بکثرت پڑھی جانے والی کتاب ۔اس کتاب الٰہی کا یہ نام قرآن کسی انسان کا رکھا ہوا نہیں بلکہ یہ نام خود اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا (الدھر :24)

بے شک ہم نے تجھ پر قرآن کریم آہستہ آہستہ نازل کیا ہے۔

اس صحیفہ الٰہی کا قرآن کریم نام رکھنے میں دراصل ایک زبردست پیشگوئی تھی۔ جو نہایت تسلسل اور تواتر سے پوری ہو رہی ہے اور قرآن مجید کی صداقت پر ایک زبردست شہادت ہے اور قیامت تک یہ شہادت رہے گی۔جس کا اعتراف اسلام کے مخالفین کو بھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا بھر میں صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔(انسائیکلوپیڈیا برٹینکا نولڈکے کا مقالہ قرآن)

قرآن مجید اپنا تعارف الکتاب سے کراتا ہے کہ وہ ضبط تحریر میں آیا ہوا کتابی صحیفہ آسمانی ہے۔حالانکہ اس کے نزول کے وقت کتب کی اشاعت کا رواج نہیں تھا ۔متفرق طور پر تحریریں چمڑے کی کھالوں، ہڈیوں وغیرہ پر لکھی جاتی تھیں۔ اس کتاب قرآن کریم کو کئی اور ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے لیکن سب سے زیادہ مشہور نام قرآن ہی ہے علامہ سیوطی اور بعض دوسرے محققین نے 55 نام ایسے شمار کئے ہیں جو قرآن مجید کی آیات مبارکہ میں استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً 1۔المجید 2 ۔الحکیم 3۔مبارک 4۔بشریٰ 5۔العظیم الکتاب 6۔فرقان 7۔ذکریٰ 8۔ذکر 9۔ تذکرہ 10۔رحمت ۔

حفاظت قرآن

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اپنے پر لیا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجرات : 10)

ترجمہ:ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ۔

سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمدؐ کے صفحہ 38پر تحریر کرتے ہیں گویا یہ ممکن ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن خود ہی بنایا تھا مگر جو قرآن ہمارے پاس آج موجود ہے یہ وہی ہے جو محمد نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ ہم نہایت مضبوط قیاسات کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک آیت جو قرآن میں ہے وہ اصلی ہے۔

قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت

قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے ایک معجزہ ہے اس کا اعتراف غیرمسلموں کو بھی ہے چنانچہ پاپولر انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے قرآن کی زبان بلحاظ لفظ عرب نہایت فصیح ہے اس کی انتہائی خوبیوں نے اسے اب تک بے مثل اور بے نظیر ثابت کیا ہے ۔

یہ کتاب عالم انسانی کی بہترین رہبر ہے

روس کا مشہور و معروف فلاسفر کاؤنٹ لیوٹالسٹائی اپنی بلند پایہ تصنیف (The Light of Religion)میں قرآن مجید کے بارے میں لکھتا ہے ۔قرآن مسلمانوں کی ایک مذہبی کتاب ہے جس کی نسبت ان کا خیال ہے کہ اس کو خدا نے نازل کیا ہے یہ کتاب علم انسانی کی رہنمائی کے لئے ایک بہترین رہبر ہے۔ اس میں تہذیب ہے، شائستگی ہے،تمدن ہے،معاشرت ہےاور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے اگر صرف یہ کتاب دنیا کے سامنے ہوتی اور کوئی ریفارمر (مصلح)پیدا نہ ہوتا تو یہ عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے کافی تھی۔ ان فائدوں کے ساتھ ہی ہم جب اس بات پر غور کرتے ہیں کہ یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی تھی جب کہ ہر طرف آتش فساد کے شرارے بلند تھے۔ خونخواری اور ڈاکہ زنی کی تحریک شباب پر تھی۔ فحش باتوں سے بالکل پرہیز نہ کیا جاتا تھا اور اس کتاب نے ان گمراہیوں کا خاتمہ کیا تو ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

(The Light of Religion, page148)

قرآن کریم کی تعلیمات سے کسی شخص کو تجاوز کرنے کی طاقت نہیں

جرمن قوم کے قومی شاعر گوئٹے (Goethe)جس کو علمی اور ادبی دنیا میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے نے مسٹر ایکرمن (Ekerman) کو انٹرویو دیتے ہوئے قرآن کریم کی تعلیمی قوت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ۔

تم دیکھتے ہو کہ اس قرآن کی تعلیم کو کبھی ناکامی کا منہ دیکھنا نہیں پڑا اپنے تمام نظام ہائے تعلیم سمیت اگر ہم کوشش کریں تو اس تعلیم سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور عمومی نظر سے دیکھا جائے تو اس تعلیم سے تجاوز کرنے کی کسی شخص کو طاقت نہیں۔(بحوالہ پیام امن مولفہ عبداللہ منہاس)

حضرت محمد ﷺ کی شریعت تمام انسانی مسائل کا احاطہ کرتی ہے

یورپ کے نامور اور معروف مؤرخ مسٹر گبن اپنی مشہور تصنیف سلطنت رومہ کا انحطاط و زوال کی جلد نمبر5 کے 50ویں باب میں لکھتا ہے ۔قرآن کی نسبت عزت بحر اٹلانٹک سے لے کر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ یہ دستور اساسی ہے صرف اصول مذہب ہی کے لئے نہیں بلکہ دیوانی اور فوجداری نظام کے لئے بھی اور جن قوانین پر نظامی عمرانی کا مدار ہے۔ جن سے نوع انسانی کی زندگی وابستہ ہے۔ جن کا حیات اجتماعی کی ترتیب وتضیق سے تعلق ہے۔ ان کو خدا کی مرضی کے ماتحت نقائص و عیوب سے بالکل منزہ کہا جاتا ہے ۔حقیقت یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سب پر حاوی ہے اور وہ اپنے تمام احکام میں بڑے بڑے شہنشاؤں سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے گدا تک کے لئے مسائل و معانی رکھتی ہے ۔یہ وہ شریعت ہے جو ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

قرآن ہی ایسا صحیفہ ہے جو ردوبدل سے محفوظ ہے

جرمنی کی فصیح البیان مقررہ جس نے تمام مذاہب کا بغور مطالعہ کیا ہے براؤنز مارگریٹ وانسٹن 18 مئی 1934ء کو مذاہب کے مشترکہ اصول کے موضوع پر مسجد برلن میں تقریر کرتے ہوئے کہا اپنی اس رائے کا اظہار کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ادلہ بدلہ کی تعلیم دی اور حضرت مسیح علیہ السلام نے درگزر کرو اور معافی کی۔ لیکن حضرت محمد ﷺ نے اپنی تعلیم میں دونوں کو ملا دیا ۔ اس طرح اگرچہ تمام مذہبی صحائف خدا کی طرف سے نازل ہوئے تاہم صرف قرآن ہی ایک ایسا آسمانی صحیفہ ہے جس میں ذرا بھی ردوبدل نہیں ہوا اور وہ اپنی اصل شکل میں محفوظ ہے ۔ (الفضل 16 جنوری 1950ء صفحہ 5)

قرآن میں کوئی غیر یقینی حصہ موجود نہیں

پروفیسر فلپ حتّی اپنی کتاب(The Arabs a short history) کا ترجمہ تاریخ عرب کے نام سے طبع ہوا ہے ۔ اس کتاب میں پروفیسر موصوف قرآن مجید کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں ۔اگرچہ دنیا بھر میں عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں سے دُگنی ہے لیکن اس کے باوجود کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جس کا قرآن سے زیادہ مطالعہ کیا جاتا ہو ۔عبادت میں استعمال کے علاوہ یہ ایک درسی کتاب کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ کیونکہ عملی طور پر مسلمان بچہ عربی پڑھنے کے لئے قرآن کا مطالعہ کرتا ہے۔ بغیر کسی سرکاری اجازت کے اس کتاب کو تقریباً 40 زبانوں میں منتقل کیا جا چکا ہے۔ اگر انجیل کے متن سے مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن کے متن میں کوئی غیر یقینی حصہ موجود نہیں قرآن کا پہلا، آخری اور واحد مسلمہ نسخہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے 19 سال بعد اس وقت تیار ہوا جب دیکھا گیا کہ پے درپے جنگوں میں شہادت کا جام نوش کرنے کی وجہ سے قرآن کریم کے حفاظ روزبروز ناپید ہورہے ہیں ۔ کھجور، پتوں اور سفید پتھر کی تختیوں پر لکھی ہوئی اور انسانوں کے سینوں میں محفوظ آیات سے ایک ابتدائی لیکن غیر سرکاری متن تیار ہو چکا تھا اس کے بعد باقی ساری نقول تباہ کردی گئیں ۔

یہ کتاب صرف ایک مذہبی کتاب اور آسمانی بادشاہت کی رہنما ہی نہیں بلکہ سائنس کی معلومات کا ذخیرہ بھی ہے۔ ایک سیاسی دستاویز کی حیثیت بھی رکھتی ہے جس میں زمین پر اللہ کی حکومت کے قوانین کا ضابطہ شامل ہے۔

(تاریخ عرب صفحہ 45-44 ترجمہ از پروفیسر مبارز الدین)

لفظ قرآن کا مطلب ہے قراءت اور وعظ یہ کتاب ایک زندہ اور متحرک آواز ہے اس کی زبانی تلاوت کی جاتی ہے اور تاثیر کا اندازہ اصل متن سننے سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ اس کی قوت زیادہ تر موزونیت،ترنم،بلاغت، زیروبم اور ٹھاٹھ میں بلاشبہ یہ کتاب اسلام کی بنیاد ہے اور روحانی و اخلاقی امور میں اس کا حکم آخری وقطعی ہے۔اس کی برکات کا صرف ایک شمہ ہے۔ دینیات ،اصول فقہ اور سائنس کو مسلمان ایک ہی چیز کے مختلف پہلو جانتے ہیں اس لئے قرآن سائنس کی کتاب بھی ہے اور اچھی تعلیم کا نصاب درسی بھی ہے۔ دنیا کی عظیم ترین اسلامی یونیورسٹی الازہر میں یہ کتاب سارے نصاب کی بنیاد ہے۔اس کے ادبی اثر کا اندازہ اس بات سے کر سکتے ہیں کہ صرف قرآن کی بدولت عربی بولنے والوں کی مختلف بولیوں نے الگ الگ زبانوں کی حیثیت اختیار نہیں کی۔ قرآن کی پیش کردہ کلاسیکی زبان کا نمونہ سمجھا جاتا ہے اس لئے قرآن سب سے پہلا اور معیاری نثر کا نمونہ ہے اس کی زبان میں ترنم اور بلاغت موجود ہے لیکن شاعری نہیں ہے۔ اس کی مقفٰی نثر نے ایک ایسا معیار قائم کردیا ہے جس کی تقریباً ہر قدامت پسند عرب ادیب شعوری طور پر تقلید کی کوشش کرتا ہے۔ (تاریخ عرب صفحہ 47-48)

قرآن کے کسی بیان پر سائنس حرف گیری نہیں کرسکتی

موریس بوکائلے پیشہ کے لحاظ سے گائنی سرجن ہے۔ موصوف نے بائبل قرآن اور سائنس کے موازنہ کے لئے عربی زبان سیکھی اور اس میں بھی مہارت حاصل کی پھر جامعہ الازہر اور پھر مصر اور سعودی عرب کے علماء سے بھی تبادلہ خیال کیا چنانچہ وہ اپنی کتاب بائبل قرآن اور سائنس میں تحریر کرتے ہیں۔

ہمارا موجودہ جائزہ ان باتوں سے متعلق ہے جوصحف سماوی مختلف انواع مظاہر کے بارے میں بتاتے ہیں اور جن کی کسی نہ کسی حد تک وضاحت کی جاسکتی ہے یہ بات ذہن میں رکھ کر ہمیں اس اختلاف کو

دیکھنا چاہیے جو ایک ہی موضوع سے متعلق قرآن میں کثیر تعداد میں اور باقی دو صحیفوں میں محدود تعداد میں معلومات کے بارے میں ہے۔جب میں نے پہلے پہل قرآنی وحی و تنزیل کا جائزہ لیا تو میرا انقطہ نظر کلیتہً معروضی تھا پہلے سے کوئی سوچا سمجھا منصوبہ نہ تھا میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ قرآنی متن اور جدید سائنس کی معلومات کی مابین کس درجہ مطابقت ہے تراجم سے مجھے پتہ چلا کہ قرآن ہر طرح کے قدرتی حوادث کا اکثر اشارہ کرتا ہے لیکن اس مطالعہ سے مجھے مختصر سی معلومات حاصل ہوئیں۔جب میں نے گہری نظر سے عربی زبان میں اس کے متن کا مطالعہ کیا اور ایک فہرست تیار کی ہے تو مجھے اس کام کو مکمل کرنے کے بعد اسی شہادت کا اعتراف کرنا جو میرے سامنے تھی۔قرآن میں ایک بھی ایسا بیان نہیں ملاجس پر جدید سائنس کے نقطہ نظر سے حرف گیری کی جاسکے۔ (صفحہ 23)

قرآن مجید میں سائنسی موضوعات کا کثرت بیان

جو بات اس نوعیت کے متن میں پہلے پہل سامنے آئی اور قاری کو چونکا دیتی ہے وہ ان موضوعات زیر بحث کی کثرت ہیں۔یہ موضوعات ہیں تخلیق فلکیات ، زمین سے متعلق بعض مادوں کی تشریح، عالم حیوانات و نباتات، انسان کی تولید جبکہ بائبل میں فاش غلطیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔قرآن میں، میں ایک غلطی کا بھی پتہ نہیں چلا سکا ہوں ۔میں نے اس موضوع پر توقف کر کے خود سے استفسار کیا اگر کوئی بشر قرآن کا مصنف ہوتا تو وہ ساتویں صدی عیسوی میں ایسے حقائق کس طرح بیان کر دیتا جو آج جدید سائنسی معلومات سے پوری طرح مطابقت کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں؟

اس بارے میں کوئی قطعاً کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ قرآن کا جو متن آج ہمارے پاس ہے وہ اگر مجھے ان الفاظ میں گفتگو کرنے کی اجازت دی جائے تو قطعی طور پر اس زمانہ کا متن ہے ---اس مشاہدے کے لئے انسان کے پاس کیا تاویل و توجیہ ہوسکتی ہے؟ میری رائے میں اس کے سامنے کوئی تاویل ممکن نہیں۔کوئی خاص دلیل اس سلسلہ میں نہیں ہوسکتی کہ جس زمانہ میں شاذا گوت(629-639) فرانس میں حکومت کر رہا تھا۔اس وقت جزیرہ العرب کا ایک باشندہ بعض موضوعات پر ایسی سائنسی معلومات رکھتا ہو جو ہمارے زمانے سے بھی، دس صدی بعد کے دور سے تعلق رکھتی ہو۔

(بائبل قرآن اور سائنس صفحہ 194-195)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نوع انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے ۔جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا ۔نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں ہے جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔نجات یافتہ کون ہے ؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے ۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

بقیہ از صفحہ 8

تاریخ احمدیت افغانستان کا ایک عبرتناک باب

سنے گئے۔ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۔

یہ وہ دردناک واقعات ہیں جن کو پڑھتے اور لکھتے ہوئے بھی انسان لرز اٹھتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک آپؓ کی شہادت کی جوخبریں نور احمد کابلیؓ کے ذریعے اور دوسرے ذرائع سے پہنچیں ان کی بنیاد پر ایک نہایت اہم اور شاندار کتاب تذکرۃالشہادتین آپؓ کی شہادت پر لکھی۔ اس کے علاوہ ملفوظات میں بھی کئی جگہ آپؓ کا پیار بھرا ذکر فرمایا۔

ایک جگہ فرمایا:’’مولوی صاحبزادہ عبداللّطیف جو محدث اور فقیہ اور سر آمد علماء کابل تھے اس سلسلہ کے لئے سنگسار کئے گئے اور باربار سمجھایا گیا کہ اس شخص کی بیعت چھوڑ دو پہلے سے زیادہ عزت ہوگی لیکن انہوں نے مرنا قبول کیا اور بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی بھی کچھ پرواہ نہ کی اور چالیس دن تک پتھروں میں ان کی لاش پڑی رہی۔کیا وہ ابدال میں سے نہ تھے۔‘‘ (روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 357)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

’’صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو۔‘‘

(الحکم 24 جنوری 1904ء)

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے دعوۃ الامیر میں صفحہ 272 تا 280 پر اس کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔جماعت کے بعض بزرگوں نے بھی آپؓ پر کتب لکھی ہیں اور گاہے بگاہے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں آپؓ کے ایک سعادتمند پوتے صاحبزادہ جمیل لطیف نے آپؓ کے بارے میں ایک کتاب سید الشہداء کے نام سے لکھی ہے جسے پڑھ کر اس واقعہ پر آنکھیں آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے منظوم کلام میں فرمایا۔

زیر ایں موت است پنہاں صد حیات

اس موت کے اندر سینکڑوں زندگیاں مخفی ہیں۔

آپؓ کی عظیم شہادت کے بعد آپؓ کے خاندان کو ایک بہت لمبا عرصہ قید و بند، ملک بدری، ہجرت در ہجرت کے نہایت تکلیف دہ حالات سے گزرنا پڑا آپ کے دو صاحبزادوں کی قید کے دوران موت واقع ہو گئی اور بالآخر خاندان کے جو افراد بچ گئے وہ اضطراری طور پر ہجرت کر کے بنوں سرائے نورنگ کے پاس اپنی بچی ہوئی زمینوں پر آگئے حضرت مسیح موعودؑ اور سید الشہداء کی قوت قدسیہ کے نتیجے میں آپؓ کی اولاد در اولاد نے بھی استقامت شجاعت اور اخلاص کا عظیم الشان نمونہ دکھایا اور آج اس عظیم قربانی کے ثمرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کی نسل کو دنیا کے کئی ملکوں میں پھیلا دیا ہے۔ حکومت افغانستان کے ایک بہت سینئر آرکیٹیکٹ نے اسی جگہ کابل میں قومی مینار ڈیزائن کر کے کھڑا کیا ہے جہاں اس نے بچپن میں صاحبزادہ صاحب کو پابند سلاسل مقتل کی طرف لے جاتے ہوئے نفس مطمئنہ کی حالت میں دیکھا تھا اس قومی یادگار کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا۔

جب میں حضرت مسیح موعودؑ کی آپ کےکبار صحابہ کے بارے میں تعریفی عبارتیں پڑھتا ہوں تو سوچ میں پڑ جاتا ہوں کہ شاید سرزمین کابل کے پیشوا حضرت سید الشہداء کے بارے میں سب سے زیادہ محبت کا اظہار فرمایا ہےجیساکہ فرمایا۔

’’جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا....... اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو.... اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی میں یوں پھینک دیا کہ جس طرح کوئی ردی چیز پھینک دی جاتی ہے۔‘‘

شاتان تذبحان کا عظیم الشان الہام پورا ہوا۔یہ الہام براہین احمدیہ کے زمانے میں ہوا تھا جو 23 سال بعد پورا ہوا فرمایا۔

’’ تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی...... یہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں محاورہ ہے کہ بے گناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دی جاتی ہے..... اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی عبداللطیف اور ان کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارے میں ہےکہ جو براہین احمدیہ کے لکھے جانے کے بعد پورے تیئیس برس بعد پوری ہوئی۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا کہ’’ان شہیدوں کے مارے جانے سے غم مت کر ان کی شہادت میں حکمت الٰہی ہے۔‘‘

اسی طرح فرمایا۔

’’اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہوں گے۔اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا یہ خون کبھی ضائع نہیں جائے گا۔‘‘

ادھر حضرت صاحبزادہ صاحب کو قادیان کے سفر کے دوران بار بار پشتو زبان میں الہام ہوا کہ’’سر بدہ‘‘کہ اس راہ میں اپنا سر دے دے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو جو دکھ اس شہادت سے پہنچا اس کا اظہار اس طرح بھی فرمایا۔

’’اے کابل کی زمین! تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔‘‘

(تذکرۃالشہادتین، روحانی خزائن جلد 20)

امیر حبیب اللہ خان اور اس سے پہلے اس کے باپ امیر عبدالرحمٰن خان کی عبرت ناک موت سے لے کر اب تک اس بدقسمت زمین پر بیماریوں آسمانی آفات اور قتل و غارت اور جنگ وجدال اور ظلم و بربریت کا نہ ختم ہونے والا دور جاری ہے اور کبھی امن نصیب نہیں ہوا۔اپنے منظوم کلام میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام صاحبزادہ صاحب کو خراج عقیدت دیتے ہوئےفرماتے ہیں۔

صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار
دشت پر خار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم
ایں بیاباں کرد طے از یک قدم

کوچہ محبوب تک لاکھوں کوس کا فاصلہ ہوتاہے اور اس کے اندر کانٹے دار جنگل اور سو بلائیں ہوتی ہیں لیکن اس شیخ عجم کی یہ شوخی دیکھ کہ اس نے اس بیاباں کو ایک ہی قدم میں طے کر لیا۔

یادگاری کتبہ۔ آپ کا یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ خاص میں نصب کیا ہوا ہے جہاں ہر سال ہزاروں زائرین حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے ساتھ آپؓ کے لئے بھی دعائیں کرتے چلے آرہے ہیں افغانستان میں آپ کی قبر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاتی رہی اور کچھ علم نہیں ہے کہ اب کہاں ہے۔

اے خدا بر تربت او ابر رحمتہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

انجینئر محمود مجیب اصغر

حضرت صاحبزادہ مولوی سید عبداللطیفؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت میاں عبدالرحمٰنؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی دردناک شہادتوں کے تاریخی واقعات

تاریخ احمدیت افغانستان کا ایک عبرتناک باب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ذکر شاں ہم مے دہد یاد از خدا
صدق و رزاں در جناب کبریا

ان کا ذکر بھی خدا کی یاد دلاتا ہے اس لئے کہ وہ خدا کے حضور میں راست باز ہیں۔

1901 ءاور 1903ء کے دوران حضرت میاں عبدالرحمٰن کو امیر عبدالرحمن خان (1844ء-1901ء) کے دور میں شہید کیا گیا اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو امیر حبیب اللہ خان (1901ء-1919ء) کے دور میں سنگسار کرکے شہید کیا گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیفؓ کا ذکر کرتے ہوئےفرمایا۔

''وہ بھی تو دور کی زمین کا رہنے والا تھا جس کے صدق اور وفا اور اخلاص اور استقامت کے آگے پنجاب کے بڑے بڑے مخلصوں کو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہےاور کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایک شخص تھا کہ ہم سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے بڑھ گیا۔''

(تذکرۃ الشہادتین،روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 75)

شہادت حضرت میاں عبد الرحمٰنؓ

حضرت میاں عبدالرحمٰنؓ سید الشہداء سید عبداللطیف کے شاگرد رشید تھے جنہیں آپ نے اپنا نمائندہ بنا کر اور بیعت کا خط دے کر اور کچھ تحائف دے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں قادیان بھجوایا تھا جب وہ واپس کابل تشریف لائے تو انہیں امیر کابل عبدالرحمن خان نے گلا گھونٹ کر شہید کروا دیا۔ حضرت سید نور احمد کابلی اپنی کتاب چشمدید واقعات میں لکھتے ہیں۔

''حضرت میاں عبد الرحمٰن صاحب شہید نے قادیان دارالامان میں چند روز قیام فرمایا اور نور بصیرت رکھتے ہوئے حق کو فوراً پہچان لیا اور.. بیعت کرنے میں جلدی کی اور احمدیت قبول کرنے کے بعد جب افغانستان تشریف لائے.. ہر خاص وعام تک اس انمول پیغام کو پہنچانے میں دیر نہ کی اور دیکھتے ہی دیکھتے افغانستان کے پہاڑوں میں کثرت سے بوستان احمد کے پھول کھلنے لگے۔

یہ امیر عبد الرحمٰن کی بادشاہت کا دور تھا سخت گیر کج فہم ملا نے ہمیشہ کی طرح احمدیت کی ایسی خوفناک تصویر کشی کی کہ دربار شاہی میں موجود مفاد پرستوں نے بادشاہ کو بھی خوف زدہ کر دیا اور بادشاہ نے بھی اس بابرکت آواز کو سن کر سمجھنے کی بجائے خطرہ کی گھنٹی تصور کیا اور اپنے تند مزاج کے مطابق فرعونیت کی راہ اپنا لی اور بغیر کسی قسم کی تحقیق کے حضرت میاں عبد الرحمٰن کو شہید کروا دیا۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے تخمیناً دو برس پہلے ان کے ایما اور ہدایت سے میاں عبدالرحمن شاگرد رشید ان کے قادیان میں شاید دو یا تین دفعہ آئے اور ہر یک مرتبہ کئی کئی مہینہ تک رہے اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل سننے سے ان کا ایمان شہداء کا رنگ اختیار کر گیا اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وہ میری تعلیم سے پورا حصہ لے چکے تھے اور اتفاقاً ان کی حاضری کے ایام میں بعض کتابیں میری طرف سے جہاد کی ممانعت میں چھپی تھیں......... کابل میں جا کر جابجا انہوں نے یہ ذکر شروع کیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا درست نہیں کیونکہ وہ ایک کثیر گروہ مسلمانوں کے حامی ہیں اور کئی کروڑ مسلمان امن و عافیت سے ان کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں تب یہ خبر رفتہ رفتہ امیر عبدالرحمٰن کو پہنچ گئی......

تب امیر یہ بات سن کر بہت برافروختہ ہوگیا...... تب اس مظلوم کو گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا کہتے ہیں کہ اس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوئے۔''

(تذکرۃالشہادتین،روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 48)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''شیخ عبدالرحمٰن امیر عبدالرحمٰن کے سامنے اس سلسلہ کے لئے گلا گھونٹ کر مارا گیا اور اس نے ایک بکری کی طرح اپنے تئیں ذبح کرا لیا۔ کیا وہ ابدال میں داخل نہ تھا؟''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم،روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 357)

جہاد کا موقوف ہونے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں مسیح ابن مریم کے رنگ اور صفت میں اس راقم کو مبعوث فرمایا اور میرے زمانہ میں رسم جہاد کو اٹھا دیا جیسا کہ پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جہاد کو موقوف کر دیا جائے گا۔''

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 213)

دراصل امیر عبدالرحمٰن خان نے جہاد کے واجب ہونے کے بارے میں ایک رسالہ لکھا تھا جو حضرت مسیح موعودؑ کے شائع کردہ رسالوں کے بالکل مخالف تھا۔اسی جاہلانہ تصور کی وجہ سے افغانستان میں آج تک قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔

حضرت صاحبزادہ مولوی سید عبداللطیفؓ صحابی مسیح موعودؑ

آپؓ امیر حبیب اللہ خان کے زمانے میں اور اس کی اجازت سے حج کے لئے کابل سے روانہ ہوئے اور چاہا کہ پہلے قادیان حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف ملاقات حاصل کریں۔ آپؓ چند ماہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں رہے اس دوران حج کے ایام گزر گئے۔ آپؓ نے واپس افغانستان پہنچ کراپنے مریدوں اوردیوان آف رائل کورٹ کے ہر عہدیدار تک بڑی حکمت، شجاعت اور سرعت کے ساتھ مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچایا جس کا امیر کابل اور حکومت کی طرف سے سخت ردعمل ہوا۔ اس حسین جرم میں آپؓ کو سنگسار کرنے کا خفیہ منصوبہ بنایا گیا تاکہ اس ظالمانہ کارروائی سے کسی افغان کو حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کرنے کی جرات نہ ہو سکے۔

14 جولائی 1903ء کو آپؓ کوسنگسار کرکے شہید کردیا گیا۔ اس سے قبل آپ کو سخت Torture کیا گیا۔ آپؓ کا افغانستان میں بہت بڑا روحانی اور سیاسی مقام تھا۔ جب چند لاکھ کی ریاست کی آبادی تھی اس وقت 50 ہزار افغان آپؓ کا مرید تھا۔ آپ امیرکابل کے Religious Advisor تھے آپ کو ڈیورنڈ باؤنڈری لائن کے لئے حکومت کا نمائندہ بنایا گیا تھا آپ نے ہی امیر عبدالرحمٰن خان کی وفات پر اس کے بیٹے امیر حبیب اللہ خان کی تاج پوشی کی تھی آپ کو آپ کے گاؤں سیدگاہ علاقہ خوست سے گرفتار کر کے کابل لانا کوئی آسان کام نہ تھالیکن آپ نے خدا کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اپنے مریدوں کو کسی قسم کی مزاحمت کرنے سے باز رکھا۔

ڈیڑھ ماہ سے چار ماہ تک سخت اذیت ناک کئی من وزنی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے قید کاٹی تلواروں کے سائے میں علماء سوء سے تحریری مناظرہ کیا ۔طے شدہ منصوبے کے تحت آپ پر کفر کا فتویٰ لگا کر کئی بار آپ کو مسیح موعودؑ کے انکار کے لئے انتہائی کوشش کی گئی اور ان تمام مصائب سے گزر کر بھی جب آپؓ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی تو آپؓ کی ناک میں نکیل ڈال کر آپؓ کو مقتل کی طرف لے جایا گیا اور گڑھا کھود کر اس میں اتارا گیا آخری بار پھر کوشش کی گئی کہ امیر کے کان میں ہی مسیح موعودؑ کے کفر کا اقرار کر دیں لیکن آپؓ نے ان ظالموں کی بات نہ مانی اور بالآخر آپؓ کو پتھر مار مار کر سنگسار کردیا گیااس وقت آپؓ کی زبان سے یہ الفاظ

باقی صفحہ 7 پر

طلوع و غروب آفتاب

11مارچ 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:19	18:29
مدینہ منورہ	05:18	18:28
قادیان	05:22	18:33
ربوہ	05:02	18:13
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:34	18:01